از عدالت عظمیٰ

ورجلال منیال اینڈ کمپنی۔

بنام

یونین آف انڈیا اور دیگران

پی۔بی۔گجیندر گڈکر،سی۔جے۔،کے۔این۔وانچو،جے۔سی۔شاہ، این۔راجگوپالا آیانگر اور ایس۔ایم۔سکری،جے۔جے۔

مائنز اینڈ منرلز۔ریاستی حکومت نے منظوری کے سرٹیفکیٹ کی تجدید سے انکار کر دیا۔مرکزی حکومت کو نظر ثانی کی درخواست۔مرکزی حکومت کو ریاستی حکومت سے رپورٹ اور معلومات موصول ہوتی ہیں جو اپیل گزاروں کی پشت پر ہوتی ہیں۔مرکزی حکومت جو نیم عدالتی طور پر قدرتی انصاف کی خلاف ورزی کرتی ہے۔مائنز اینڈ منرلز (ریگولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ) ایکٹ، 1948 (نمبر۔1948 کا XLIII)۔مائنز کنسیشن رولز، 1949 آر آر۔ .57,59

اپیل کنندگان کان کنی میں مصروف شراکت دار ہیں اور ان کے پاس مائنز اینڈ منرلز (ریگولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ) ایکٹ، 1948 کے تحت بنائے گئے منرل کنسیشن رولز،

1949 کے تحت ریاستی حکومت سے منظوری کا سٹرٹیفکیٹ کے ساتھ ساتھ پراسپیکٹنگ لائسنس بھی ہے۔منظوری کا سٹرٹیفکیٹ ایک سال کے لیے دیا گیا تھا اور دسمبر 1955 تک اس کی سال بہ سال تجدید کی جاتی رہی جب ریاستی حکومت نے اس بنیاد پر اس کی تجدید کرنے سے انکار کر دیا کہ فرم بنانے والے شراکت دار بدل گئے ہیں۔اس کے بعد اپیل گزاروں نے منرلز کنسیشن رولز کی رول 57 کے تحت مرکزی حکومت کو ریاستی حکومت کے منظوری کے سٹرٹیفکیٹ کی تجدید سے انکار کے حکم پر نظر ثانی کے لیے درخواست دی۔جب یہ درخواست زیر التواء تھی، مرکزی حکومت نے ریاستی حکومت کے ساتھ خط و کتابت کیا اور معلومات اکٹھا کیں اور اپیل گزاروں کی پشت پناہی کے معاملے کی خوبیوں کے بارے میں مؤخر الذکر کے تبصرے حاصل کیے۔اپیل گزاروں کی طرف سے خط و کتابت کی کاپیاں اور سماعت کے موقع کے لیے کی گئی درخواست کو مرکزی حکومت نے مسترد کر دیا تھا۔بالآخر مرکزی حکومت نے اس بنیاد پر نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا کہ ریاستی حکومت کے فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔موجودہ اپیل اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی چھٹی پر دائر کی گئی تھی۔اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی کہ مرکزی حکومت رول 59 کے لحاظ سے دفعہ رول (2) کے تحت درخواست کو نمٹاتے ہوئے ایک نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر کام کرتی ہے اور وہ حکم جو ریاستی حکومت کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے منظور کیا گیا تھا۔اپیل گزاروں کی پشت پناہی اور ان کا مقدمہ پیش کرنے کا معقول موقع فراہم کیے بغیر قدرتی انصاف کے منافی تھا اور اس لیے کالعدم تھا۔

منعقد: (i) مرکزی حکومت رول 59 کے تحت جائزے کے لیے درخواست کو نمٹاتے وقت نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر کام کر رہی ہے۔

شیوجی ناتھو بھائی بمقابلہ یونین آف انڈیا، [1960] ایس سی آر 775، پر انحصار کیا۔

(ii) اگر چہ شیو جی ناتھو بھائی کا معاملہ ایک ایسے معاملے سے متعلق تھا جس میں مرکزی حکومت کے سامنے مدعا علیہان کو دیے بغیر انہیں متعصّبانہ حکم دیا گیا تھا۔ جائزے کے لیے درخواست گزار کے کیس سے ملنے کا موقع اسی اصول پر لاگو ہوگا یہاں تک کہ جہاں جائزے کے لیے درخواست ان مواد کی بنیاد پر مسترد کی جاتی ہے جو درخواست گزار کو جائزے کے لیے دستیاب نہیں کیے گئے تھے۔

(iii) موجودہ مقدمے میں مذکورہ اصول کو لاگو کرتے ہوئے مرکزی حکومت کے حکم کو فطری انصاف کے اصولوں کے منافی قرار دیا جاتا ہے کیونکہ یہ فیصلہ اپیل گزاروں کو سماعت کا معقول موقع فراہم کیے بغیر پیش کیا گیا تھا جو کہ منصفانہ سماعت کی غیر ضروری شرط ہے۔

سیول اپیل کا حد اختیار: 1963 کی سول اپیلیں نمبر 115 اور 116۔ یونین آف انڈیا (وزارت اسٹیل، مائنز اینڈ فیول، نئی دہلی) کے 9 جولائی 1958، 24 ستمبر 1958 کے فیصلے اور احکامات اور بالترتیب دہلی میں پنجاب ہائی کورٹ (سرکٹ بینچ) سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے جی ایس پاٹھک، رامیشور ناتھ اور ایس این اینڈلی (دونوں اپیلوں میں)۔

ایس جی پٹوردھن اور بی آر کے جی اچار، مدعا علیہ نمبر 1 (دونوں اپیلوں میں) کے لیے۔

1. این شراف، مدعا علیہ نمبر 2 کے لیے (سی اے نمبر 116/1963

میں)۔10 مارچ 1964 ۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

آیانگر، جے-سیول اپیل نمبر 115 آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت کے ذریعے ہے اور یہ یونین آف انڈیا (وزارت اسٹیل، کانوں اور ایندھن) کے 9 جولائی 1958 کے ایک حکم کے خلاف ہے جس میں اپیل گزاروں کی طرف سے منرل کنسیشن رولز 1949 کے قاعدہ 57 کے تحت دائر درخواست کو مسترد کر دیا گیا ہے تاکہ حکومت مدھیہ پردیش کی طرف سے منظور کردہ حکم پر نظر ثانی کی جا سکے جس میں انہیں دی گئی منظوری کے سرٹیفکیٹ کی تجدید کے لیے ان کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا۔اپیل گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ پنجاب میں درخواست دائر کی جس میں یونین آف انڈیا کے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرٹیریری کی رٹ کی درخواست کی گئی۔اس عرضی کو ہائی کورٹ نے لمنگ میں خارج کر دیا تھا اور 1963 کی سول اپیل نمبر 116 ہائی کورٹ، پنجاب کے اس حکم کے خلاف اس عدالت کی خصوصی اجازت سے ہے۔اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ دونوں اپیلوں کو ایک ہی حکم کے جواز کو چیلنج کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور اس لیے ہم ان سے مل کر نمٹیں گے۔

اپیل کنندگان، جو شراکت داری تشکیل دیتے ہیں، دیگر باتوں کے ساتھ کان کنی کے کاروبار میں مصروف ہیں اور ان کے پاس ریاست مدھیہ پردیش میں متعدات کا لائسنس تھا۔وہ ریاست کے کئی علاقوں میں امکانات اور کام کرنے والی معدنیات کے حوالے سے مراعات رکھتے ہیں جن کی تفصیلات کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے۔مائنز اینڈ منرلز (ریگولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ) ایکٹ، 1948 (ایکٹ نمبر۔1948 کا XLIII) اور

اس کے تحت بنائے گئے منرل کنسیشن رولز،1949،تا کہ کسی ایسے شخص کو متوقع لائسنس دیا جا سکے جس کے پاس متعلقہ ریاستی حکومت کی طرف سے منظوری کا سرٹیفکیٹ ہو اور اسی طرح قواعد فراہم کرتے ہیں کہ کسی بھی شخص کو کان کنی کا لیز نہیں دیا جائے گا جب تک کہ اس کے پاس منظوری کا ایسا ہی سرٹیفکیٹ نہ ہو۔ درخواست گزاروں نے 1952 کے بعد سے حکومت مدھیہ پردیش سے منرل کنسیشن رولز کے تحت منظوری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست دی تا کہ وہ ان زمینوں کی تلاش کر سکیں جن میں انہوں نے معدنی مراعات حاصل کی تھیں۔ سرٹیفکیٹ کی مدت ایک کیلنڈر سال ہے اور اگر اسے نافذ کرنا ہے تو اسے ہر سال تجدید کرنا پڑتا ہے۔ اپیل گزاروں کو سال 1952 کے لیے دیے گئے اصل سرٹیفکیٹ کی سال بہ سال تجدید کی جا رہی تھی اور اس کے نتیجے میں ان کے پاس 31 دسمبر 1955 کو ختم ہونے والی مدت تک منظوری کا درست سرٹیفکیٹ تھا۔ اگلے کیلنڈر سال 1956 کے لیے اس کی تجدید کی خواہش رکھتے ہوئے انہوں نے 22 نومبر 1955 کو حکومت مدھیہ پردیش کو درخواست دی۔ قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ درخواست کے فارم کے ذریعہ مطلوبہ معلومات فراہم کی گئیں اور ضروری دستاویزات داخل کی گئیں اور اس درخواست کی سفارش ضلع افسر، بھنڈارا نے کی۔ تاہم ریاستی حکومت نے 21 ستمبر 1956 کے ایک حکم نامے کے ذریعے درخواست کو مسترد کر دیا، اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ فرم کی تشکیل کرنے والے پارٹنر بدل گئے تھے۔ یہ حکم 6 اکتوبر 1956 کو اپیل گزاروں کو مطلع کیا گیا تھا اور اس کے بعد اپیل گزاروں نے 15 نومبر 1956 کو مرکزی حکومت کو منرل کنسیشن رولز کے قاعدہ 57 کے تحت ریاستی حکومت کے حکم پر نظر ثانی کے لیے درخواست دی تھی۔ قاعدہ 57(2) جو اپیل گزاروں کے ذریعے طلب کیا گیا تھا فراہم کرتا ہے:

"جہاں کوئی ریاستی حکومت ان قواعد میں اس لیے مقرر کردہ مدت کے اندر منظوری کے سرٹیفکیٹ یا متوقع لائسنس یا کان کنی کے لیز کی تجدید کے لیے درخواست کو نمٹانے میں

ناکام رہی ہے، ایسی ناکامی، ان قواعد کے مقصد کے لیے، جیسا بھی معاملہ ہو، اس طرح کے سرٹیفکیٹ، لائسنس یا لیز کو دینے یا تجدید کرنے سے انکار سمجھا جائے گا، اور اس طرح کی ناکامی سے متاثر کوئی بھی شخص، مذکورہ مدت کی میعاد ختم ہونے کے دو ماہ کے اندر، معاملے کا جائزہ لینے کے لیے مرکزی حکومت کو درخواست دے سکتا ہے۔

جائزے کا طریقہ کار قاعدہ 59 کے ذریعے متعین کیا گیا ہے جس میں لکھا ہے:

"اس طرح کی درخواست کی وصولی کا جائزہ لینے کے بعد، مرکزی حکومت، اگر وہ مناسب سمجھے تو، ریاستی حکومت سے متعلقہ ریکارڈ اور دیگر معلومات طلب کر سکتی ہے، اور ریاستی حکومت کی طرف سے پیش کردہ کسی بھی وضاحت پر غور کرنے کے بعد ریاستی حکومت کے حکم کو منسوخ یا اس پر نظر ثانی کر سکتی ہے، یا ایسا حکم جاری کر سکتی ہے جسے مرکزی حکومت منصفانہ اور مناسب سمجھے"۔

اس کے بعد ایسا لگتا ہے کہ مرکزی حکومت اور مدھیہ پردیش کی حکومت کے درمیان جائزے کے لیے درخواست دینے کے حق کے حوالے سے خط و کتابت ہوا ہے۔ اپیل گزاروں کو حکومت ہند کی طرف سے انہیں لکھے گئے ایک خط سے معلوم ہوا کہ ریاستی حکومت کو ان کی درخواست کے سلسلے میں ان کے تبصرے کی رپورٹ جائزے کے لیے بھیجنے کی ضرورت تھی، اس نے پوچھ گچھ کی کہ کیا ہوا تھا اور یہ بھی درخواست کی کہ انہیں ان کی درخواست کی پیشرفت کے بارے میں آگاہ کیا جائے اور انہیں ذاتی سماعت کا موقع دیا جائے جس پر وہ اپنے معاملے کی صداقت کے بارے میں حکومت کو مطمئن کر سکیں۔ اپیل کنندگان کی درخواست کی خوبیوں کے بارے میں حکومت ہند اور حکومت ریاست کے درمیان اس خط و کتابت کے کچھ حصے اب ریکارڈ پر ہیں لیکن یہ عام بنیاد ہے

کہ اپیل کنندگان کو ان دستاویزات کے بارے میں اس حکم سے پہلے مطلع نہیں کیا گیا تھا کہ اب جائزے کے لیے درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ 9 جولائی 1958 کو اپیل گزاروں کی درخواست کو مرکزی حکومت نے مسترد کر دیا، اس حکم میں کہا گیا:

"مرکزی حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ حکومت مدھیہ پردیش کے سال 1956 کے لیے منظوری کے سرٹیفکیٹ کی تجدید کے لیے آپ کی درخواست کو مسترد کرنے کے فیصلے میں مداخلت کرنے کی کوئی درست بنیاد نہیں ہے۔"

اس کے بعد اپیل گزاروں نے حکومت ہند سے ریاستی حکومت کی رپورٹ کی کاپی کی درخواست کی جس کی بنیاد پر درخواست مسترد کر دی گئی۔ اپیل گزاروں کو جو جواب موصول ہوا وہ یہ تھا کہ حکومت ہند کو ان کی درخواست کو قبول کرنے میں ناکامی پر افسوس ہے۔ یہ 9 جولائی 1958 کے اس حکم کی صداقت ہے جسے 1963 کی اپیل نمبر 115 میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اپیل گزاروں کے وکیل، مسٹر پاٹھک نے پیش کیا کہ مرکزی حکومت جب قاعدہ 59 کے لحاظ سے دفعہ 57 (2) کے تحت درخواست کو نمٹاتی ہے تو وہ ایک نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر کام کر رہی ہے اور وہ حکم جو ریاستی حکومت کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے منظور کیا گیا تھا اور انہیں رپورٹ کے مندرجات کو جانے بغیر اور انہیں اپنا مقدمہ پیش کرنے کا معقول موقع فراہم کیے بغیر قدرتی انصاف کے منافی تھا اور اس لیے کالعدم تھا۔ اس سلسلے میں فاضل وکیل نے اس عدالت کے فیصلے پر بھروسہ کیا: شیو جی ناتھو بھائی بمقابلہ دی یونین آف انڈیا (')۔ مسٹر پاٹھک قاعدہ 59 کے تحت جائزے کے لیے درخواست کو نمٹاتے وقت مرکزی حکومت کے ذریعے استعمال کیے جانے والے دائرہ

اختیار کی نوعیت کے بارے میں اپنے بیان میں اچھی طرح سے متفق ہیں اور جس فیصلے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ کہتا ہے۔ میں اس کی حمایت کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت جس اصول کے تحت کام کر رہی ہے وہ ایک نیم عدالتی اتھارٹی کے طور پر کام کر رہی ہے۔ اس لیے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اس مواد کی بنیاد پر کارروائی نہیں کر سکتے تھے جس کے حوالے سے اپیل گزاروں کو اپنی نمائندگی کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیو جی ناتھو بھائی بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر (1) کے فیصلے کا تعلق ایک ایسے معاملے سے تھا جس میں مرکزی حکومت کے سامنے جواب دہندگان کو نظر ثانی کے لیے درخواست گزار کے معاملے سے ملنے کا موقع فراہم کیے بغیر ایک حکم منظور کیا گیا تھا لیکن ہماری رائے میں یہی اصول اس صورت میں بھی لاگو ہوگا جہاں نظر ثانی کی درخواست ان مواد کی بنیاد پر مسترد کی جاتی ہے جو درخواست گزار کو جائزے کے لیے دستیاب نہیں کیے گئے تھے۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں، ریاستی حکومت نے منظوری کے سرٹیفکیٹ کی تجدید سے انکار کر دیا تھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ فرم کی ساخت میں تبدیلی آئی ہے جس نے اس کی شناخت کو تباہ کر دیا ہے۔ دوسری طرف، اپیل گزاروں کا معاملہ یہ تھا کہ شراکت داری کے دستاویز کی شرائط میں فرم کی شناخت کے تسلسل کے لیے واضح دفعات کی گئی تھیں، اس کے باوجود کہ موت، ریٹائرمنٹ یا متوفی یا ریٹائر ہونے والے شراکت داروں کی جگہ لینے کے لیے نئے اراکین کے الحاق کی وجہ سے فرم کی تشکیل کرنے والے افراد میں تبدیلیاں ہوئیں۔ اگر ریاستی حکومت کی رپورٹ میں اپیل گزاروں کی طرف سے کی گئی نمائندگی کے خلاف کوئی نکات پیش کیے گئے ہیں، اور مرکزی حکومت کی طرف سے ان پر غور کیا جا رہا ہے، تو مشترکہ انصاف کے ساتھ، اپیل گزاروں کو یہ بتانے کا حق حاصل ہے کہ یہ کیا ہیں اور یہ بتانے کا موقع کہ انہوں نے ان کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات کے خلاف کس حد تک لڑائی کی ہے۔

مدعا علیہ یونین آف انڈیا کے فاضل وکیل نے مرکزی حکومت کے اس موقف کی حمایت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ ریاستی حکومت سے حاصل کردہ رپورٹ کے مواد کو ظاہر کرنے سے انکار کرنے میں جائز تھے جس نے انہیں حقیقت پسندانہ بنیاد فراہم کی جس پر انہوں نے جائزے کے لیے درخواست کو مسترد کر دیا۔ لہذا ہمیں یہ مؤقف اختیار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ مرکزی حکومت کا حکم جواب اپیل کے تحت ہے اسے فطری انصاف کے اصولوں کے منافی قرار دیا گیا ہے، اس لحاظ سے کہ فیصلہ اپیل گزاروں کو سماعت کا معقول موقع فراہم کیے بغیر پیش کیا گیا تھا جو کہ منصفانہ سماعت کی غیر ضروری شرط ہے۔

پنجاب ہائی کورٹ کے تعلیم فاضل ججوں نے آرٹیکل 226 کے تحت ان کے سامنے دائر درخواست کو بظاہر اس وجہ سے خارج کر دیا کہ وہ اس خیال پر آگے بڑھے کہ منرل کنسیشن رولز کے قواعد 57 اور 59 کے تحت مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار کا استعمال واقعی انتظامی نوعیت کا تھا تاکہ معقول موقع جو نیم عدالتی طریقہ کار کی ایک لازمی ضرورت ہے، کیس کی طرف راغب نہ ہو۔ یہ وہ نظریہ تھا جو اس عدالت نے شیو جی ناتھو بھائی بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر اں میں لیا تھا جس کے فیصلے کو اس عدالت نے الٹ دیا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس عدالت کا فیصلہ اب اپیل کے تحت ان کے فیصلے کے بعد پیش کیا گیا تھا اور اس لیے فاضل ججوں کو اس عدالت کے فیصلے کا فائدہ نہیں ملا۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور مرکزی حکومت کے 9 جولائی

1958 اور ہائی کورٹ کے 24 ستمبر 1958 کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ مرکزی حکومت جائزے کی درخواست پر نئے سرے سے غور کرے گی اور اسے قانون کے مطابق اور اس فیصلے میں موجود مشاہدات کی روشنی میں نمٹائے گی۔ اپیل کنندگان اس عدالت میں اپنے اخراجات کے حقدار ہیں (سماعت فیس ایک سیٹ)۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and integrity of this document